211

باسمہ سبحانہ وتعالیٰ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام مندرجہ ذیل مسائل کے بارے میں

1. جیسا کہ نماز عصر کے وقت کے بارے میں ائمہ احناف کا اختلاف ہے صاحبین کے نزدیک مثل اول کے بعد وقت عصر شروع ہو جاتا ہے اور امام صاحب کے نزدیک مثلین کے بعد شروع ہوتا ہے۔ اور یہی اختلاف انتہائے وقت ظہر میں ہے کہ صاحبین کے نزدیک ظہر کا وقت مثل اول پر ختم ہو جاتا ہے اور امام صاحب کے ہاں مثلین پر ختم ہوتا ہے۔ اسی اختلاف کے تحت زید سفر میں مثل اول اور مثل ثانی کے درمیانی وقت ظہر اور عصر اکٹھی پڑھتا ہے۔
اسی طرح
زید مغرب کے بعد شفق ابیض کے وقت میں نماز مغرب اور نماز عشاء اکٹھی پڑھتا ہے اور وہ حوالہ مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہ العالی کا دیتا ہے اور کہتا ہے کہ میری ان سے بالمشافہ ملاقات ہوئی اس کے دوران انہوں نے اجازت دی ہے۔
مندرجہ بالا تفصیل کے بعد درج ذیل مسئلہ کے جوابات مطلوب ہیں۔

1. زید کا عمل ٹھیک ہے یا نہیں؟
2. اگر ٹھیک ہے تو سفر کی دو حالتیں (مثلاً گاڑی میں سفر جاری ہے گاڑی رکوانے پر قادر نہیں اور دوسری حالت کہ پندرہ دن سے کم کی نیت سے کہیں رکا ہوا ہے) میں کس حالت میں اس کی اجازت ہوگی؟
3. ظہر کے وقت کی انتہاء اور عصر کی ابتداء کے بارے میں فتویٰ کس کے قول پر ہے؟
4. مغرب کا وقت کتنا ہے؟
5. تحفۃ المرأۃ میں صفحہ ۲۷۵ پر لکھا ہوا ہے کہ امام صاحب نے شفق ابیض والے قول سے رجوع کیا تھا کیا یہ ٹھیک ہے؟
6. مغرب کی اذان کے بعد نماز میں کتنی تاخیر کی گنجائش ہے؟ زید کہتا ہے کہ شفق احمر تک تو سب کے نزدیک وقت ہے ہی۔ ہاں جلدی پڑھ لی تو ٹھیک اور افضل ہے اور تاخیر ہو جائے تو وقت کی وسعت کی وجہ سے گنجائش ہے۔
7. اوپر ذکر کردہ صورت جمع بین الصلاتین حقیقی ہوگی یا صوری؟

خالد کہتا ہے کہ سفر کے دوران سنن مؤکدہ ہوں یا غیر مؤکدہ ان کا ثبوت ہے ہی نہیں لہٰذا اگر کوئی ان کو نفل سمجھ کر اور نفل کی نیت سے ہی پڑھے تو ٹھیک ورنہ اس کا ان سنتوں کی نیت سے ان کو ادا کرنا درست ہی نہیں۔
اس مسئلے کی تحقیق کیا ہے؟

المستفتی
محمد راشد ڈسکوی
۷ جمادی شعبان ۱۴۲۸ھ

(جوابات منسلکہ اوراق پر ملاحظہ فرمائیں)

[illegible]

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱) ظہر کے انتہائی وقت کے بارے میں امام صاحب رحمہ اللہ سے مختلف روایات منقول ہیں، ایک (۱) روایت یہ ہے کہ ظہر کا انتہائی وقت مثل اول تک ہے اور یہی جمہور اور صاحبین کا مذہب ہے، دوسری (۲) روایت امام محمد رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ مثلین تک ظہر کا وقت ہے اس کے بعد عصر کا وقت شروع ہو جاتا ہے، تیسری (۳) روایت حسن بن زیاد رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ مثل اول سے مثل ثانی تک کا وقت مہمل ہے، چوتھی (۴) روایت یہ ہے کہ مثل اول سے مثل ثانی تک کا وقت مشترک بین الظہر والعصر ہے مولانا انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ نے معذورین ومسافرین کیلئے اس قول کو اختیار کیا ہے کہ خاص اس وقت میں معذورین ومسافرین کیلئے جمع بین الصلاتین جائز ہے، تاہم امام صاحب رحمہ اللہ کی مشہور روایت مثلین کی ہے اور اکثر فقہاء نے اسی پر فتوی دیا ہے (ماخذہ درس ترمذی ۲/۳۹۵)

چونکہ فتوی مثلین والی روایت پر ہے لہذا صورت مسئولہ میں زید کا حالت سفر میں چوتھی روایت پر عمل کرنا احتیاط کے خلاف ہے، احتیاط کا تقاضا یہ ہے کہ ظہر کی نماز کو مثل اول سے مؤخر نہ کیا جائے اور عصر کی نماز کو مثلین سے پہلے نہ پڑھا جائے تاکہ دونوں نمازیں بالاجماع اپنے اپنے وقت پر ادا ہوں۔

وفی معارف السنن (۲/۱۲)

والذی تخلص عندی فی تطبیقهما أن المثل الأول مختص بالظهر والثالث بالعصر والثاني مشترك بينهما لأصحاب الأعذار فهو لهما لكنه ليس وقت الاختيار والقول باشتراك الوقت مروي عن بعض السلف۔

(جاری ہے)

وفي فيض الباري: (۲/۱۲۹)

فإذا حققت الروايات: فاعلم أن الناس جعلوها روايات وشتى وهي تنحط على محط واحد ومحصل، لكن عندي أن المثل الأول وقت يختص بالظهر، والمثل الثالث بالعصر، والثاني يصلح لهما، والمطلوب هو الفاصلة بينهما في العمل، فإن عجّل الظهر فصلاها بعد الزوال يعجل العصر ويصليها على المثل، وإن أخر الظهر فصلاها على المثل يصلي العصر أيضا مؤخرا إبقاء للفاصلة بينهما، فلا يؤخر الظهر مع تعجيل العصر لأنه ربما يوجب الجمع مع أن المطلوب هو الفاصلة، نعم تلك الفاصلة قد ترتفع لأجل السفر والمرض، فللمسافر أن يجمع بين الظهر والعصر في المثل الثاني۔ (مطبوعة بيروت)

۲ — نماز ہے اگر وہ مسافت سفر پر جا رہا ہے تو تب بھی وہ مسافر شمار ہوگا اور دونوں صورتوں کا حکم یکساں ہے۔

۳ — ظہر کے وقت کی انتہاء اور عصر کے وقت کی ابتداء کے بارے میں امام صاحب رحمہ اللہ کے قول پر فتویٰ ہے

وفي الدر المختار:

وقت الظهر من زواله إلى بلوغ الظل مثليه وهو قول الصاحبين، والأئمة الثلاثة، قال الإمام الطحاوي وبه نأخذ، وقال الشامي تحته: قوله إلى بلوغ الظل مثليه هذا ظاهر الرواية عن الإمام

(جاری ہے)

نهاية وهذا الصحيح بدائع ومحيط وينابيع وهو الأشبه عناية - واختاره الإمام المحبوبي وعول عليه النسفي وصدر الشريعة تصحيح قاسم واختاره أصحاب المتون وارتضاه الشارحون فقول الطحاوي وبقولهما نأخذ لا يدل على أنه هو المذهب ثم قال وقد قال في البحر لا يعدل عن قول الإمام إلى قولهما۔

(۴) ـــــ مغرب کی نماز میں جلدی مستحب ہے تاہم اس کا وقت عشاء تک باقی رہتا ہے گھنٹوں کے حساب سے اسکی تحدید نہیں ہوسکتی کیونکہ مختلف موسموں اور مختلف علاقوں میں یہ وقفہ کم و بیش ہوتا رہتا ہے، اس لئے یہ کہنا بھی درست نہیں کہ یہ وقفہ آدھ گھنٹے یا پون گھنٹے ہوتا ہے۔ اس کیلئے نمازوں کے اوقات کے مستند نقشے کتب خانوں میں دستیاب ہوتے ہیں ان کو دیکھ کر عمل کر لیا جائے ـــــ

ار تبویب (۲۰/۸۹۱)

(۵) ـــــ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ امام صاحب رحمہ اللہ نے اپنے قول سے رجوع کر لیا تھا لیکن محققین حنفیہ نے اسکی تردید کی ہے کہ امام صاحب رحمہ اللہ کا رجوع ثابت نہیں ہے۔
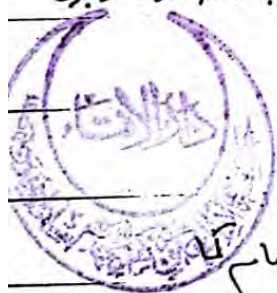
وفي الدر المختار ۱/۳۶۲

الشفق هو الحمرة عندهما وبه قالت الثلاثة وإليه رجع الإمام كما في شرح المجمع وغيرها فكان هو المذهب وقال الشامي تحته - وإليه رجع الإمام أي إلى قولهما الذي هو رواية عنه ورده المحقق ابن الهمام بأنه لا يساعده رواية ولا دراية وقال تلميذه العلامة قاسم في تصحيح

(جاری ہے)

القدوری إن رجوعہ لم یثبت الخ فثبت أن قول الإمام هو الأصح۔

(۲) اذان مغرب اور جماعت کے درمیان وقفہ دینے میں یہ تفصیل ہے کہ اذان مغرب کے بعد جماعت میں تاخیر کرنے کے تین درجات ہیں۔

(الف) اذان اور اقامت کے درمیان دو رکعت سے کم تاخیر ہو یہ بلا کراہت جائز ہے۔

(ب) دو رکعتوں کے برابر یا اس سے زیادہ مگر ستاروں کے ظاہر ہونے سے پہلے تک تاخیر ہو، یہ مباح مگر خلاف اولیٰ ہے۔

(ج) بغیر عذر کے اس قدر تاخیر کی جائے کہ ستارے ظاہر ہو جائیں یہ مکروہ تحریمی اور ناجائز ہے (ماخذہ امداد الفتاویٰ: ۱/۱۴۷) وتبویب ۵۱۲/۵۳ بتغییر)

لھذا اذانِ مغرب کے بعد ایک دو منٹ کا وقفہ بلا کراہت جائز ہے اور تین چار منٹ کا وقفہ دوسرے درجہ میں داخل ہونے کی وجہ سے خلاف اولیٰ ہے البتہ اس سے زیادہ کا وقفہ کہ ستارے ظاہر ہو جائیں یہ مکروہ تحریمی ہے (از تبویب ۶۳/۸۸۱)

وفی الدر المختار (۳/۳۶۹)

(والمستحب) تعجیل (المغرب مطلقا) وتأخیرہ قدر رکعتین یکرہ تنزیھا

قال الشامی تحتہ قولہ یکرہ تنزیھا أفاد أن المراد بالتعجیل أن لا یفصل بین الأذان والإقامة بغیر جلسة أو سکتة علی الخلاف وأن ما فی القنیة من استثناء التأخیر القلیل محمول علی ما دون الرکعتین وأن الزائد علی القلیل إلی اشتباک النجوم مکروہ تنزیھا وما بعدہ تحریما إلا لعذر قال فی شرح المنیة والذی اقتضتہ الأخبار کراهة التأخیر إلی ظهور النجوم

(رحمانی)

وما قبله مسکوت عنه فهو محتمل إلا بأنه وإن کان المستحب التعجیل۔

۷) ــــــــ اس سوال کا جواب سوال نمبر ایک کے جواب کے تحت گزر چکا ہے۔

۸) ــــــــ یہ کہنا کہ دوران سفر سنتوں اور نوافل کا ثبوت نہیں یہ درست نہیں ہے بلکہ احادیث میں دونوں طرح کی روایات آتی ہیں، بعض میں آتا ہے کہ آپ علیہ السلام سنتیں اور نوافل ادا کیے ہیں اور بعض میں آتا ہے کہ آپ نے سنتیں اور نوافل ترک کیے ہیں، محدثین اور فقہاء نے ان دونوں روایتوں میں اس طرح تطبیق دی ہے کہ اگر دوران سفر وقت ہو اور جلدی نہ ہو تو ان کو ترک کرنا درست نہیں ہے اور ان میں قصر بھی نہیں ہے اور اگر جلدی ہو تو ترک کیے جا سکتے ہیں۔

وفی جامع الترمذی (۱/۱۲۳)

عن ابن عمر رضی اللہ عنهما أن النبی صلی اللہ علیه وسلم کان لا یتطوع فی السفر قبل الصلاۃ ولا بعدها وروی عنه عن النبی صلی اللہ علیه وسلم أنه کان یتطوع فی السفر۔

وفی الدر المختار (۲/۱۳۱)

ویأتی (المسافر) بالسنن إن کان فی حال أمن وقرار وإلا بأن کان فی خوف وفرار (لا) ــــــــ واللہ سبحانه اعلم

عطاء الرحمٰن عفا اللہ عنه
دار الافتاء دار العلوم کراچی
۲/۱۱/۱۴۲۸ھ

الجواب صحیح
احقر محمد تقی عثمانی
۳ ذوالقعدہ ۱۴۲۸ھ

الجواب صحیح
محمد عبدالمنان عفی عنه
۲/۱۱/۱۴۲۸ھ